# مطبوعات

الاتقان حصہ اوّل | تالیف علّامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ناشر: نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی۔

زیر تبصرہ کتاب شیخ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی (۸۴۹ - ۹۱۱ ھ) کی شہرۂ آفاق فاضلانہ تصنیف الاتقان فی علوم القرآن کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب قرآن فہمی کے معاملے میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ پہلا حصہ مکی اور مدنی آیات، حضری اور سفری آیات، نہاری اور لیلی آیات، صیفی اور شتائی آیات کی شناخت پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قرآن کی جمع اور ترتیب، متواتر، مشہور، آحاد، موضوع اور مدرج قرائتیں، قرآن کے غریب الفاظ کی معرفت، قرآن میں غیر حجازی زبان کے عربی الفاظ اور غیر عربی الفاظ اور اسی نوعیت کے سیکڑوں ادق مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جو شخص بھی قرآن پاک کا گہرائی میں اتر کر مطالعہ کرنے کا آرزو مند ہے وہ اس فاضلانہ تصنیف کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس کے پڑھنے سے قرآن فہمی کے اصول سمجھنے میں کافی حد تک مدد ملتی ہے اور علومِ قرآنی کے بہت سے گوشے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ فاضل مصنف کے تبحرِ علمی، وسعتِ نظر اور ذوقِ تحقیق کو دیکھ کر ایک انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے کہ آج سے کئی صدیاں بیشتر جبکہ لوگوں کو مطالعہ اور تحقیق کی یہ سہولتیں میسر نہ تھیں ایک شخص نے کس طرح اتنا بڑا علمی کارنامہ سرانجام دیا۔

لیکن انسانی کوشش خواہ وہ کتنی ہی بلند پایہ ہو کبھی بھی خطا سے یکسر پاک اور منزہ نہیں ہو سکتی۔ یہی حال اس فاضلانہ تصنیف کا بھی ہے۔ اس کتاب کا بیشتر حصہ چونکہ بدرالدین زرکشی کی کتاب البرہان سے ماخوذ ہے اس لیے اس میں وہ بہت سی اغلاط شامل ہو گئی ہیں جو اُس کتاب میں موجود تھیں۔ مثال کے طور پر اسباب النزول کی بحث میں یہ بات درج کر دی گئی ہے کہ حضرت عثمان

بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عہد فاروقی میں شراب پی۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، وہ صحابی جن سے یہ فعل سرزد ہُوا وہ حضرت عثمان بن مظعون نہ تھے بلکہ حضرت قدامہ بن مظعون تھے۔ اسی قسم کی اور کئی غلطیاں کتاب میں ملتی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی کمزور روایات بغیر تحقیق اس میں درج ہو گئی ہیں جو بسا اوقات کئی ایک غلط فہمیاں پیدا کرنے کا موجب بنتی ہیں اور جن سے دشمنانِ قرآن فائدہ اٹھاتے ہیں۔

علومِ قرآن کے اس دائرۃ المعارف کا ترجمہ پہلی بار مولانا محمد حلیم انصاری نے کیا اور یہ ۱۹۰۸ء میں فیض بخش پریس فیروز پور میں دو ضخیم جلدوں میں شائع ہُوا۔ اب نصف صدی گزر جانے کے بعد نور محمد اصح المطابع نے اس کتاب کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر اسے دو بلند پایہ علماء سے نظرثانی کروا کر بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ آغاز میں مولانا محمد عبدالحلیم صاحب چشتی کے قلم سے علوم القرآن کی تاریخ پر ایک فاضلانہ مقالہ بھی درج ہے۔ کتاب ۶۶۹ صفحات پر چھپی ہوئی ہے اور ۱۲ روپے میں ناشر سے مل سکتی ہے۔

الجمال والکمال | تصنیف علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ۔ شائع کردہ المکتبۃ الرحمانیہ ۱۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ قیمت مجلّد چھ روپے۔

رحمۃ للعالمین کے فاضل مصنّف علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ دنیائے اسلام میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ زیر تبصرہ کتاب الجمال والکمال اسی یگانۂ روزگار شخصیت کے قلم سے سورۂ یوسف کی تفسیر ہے۔ اس کتاب میں بھی آپ کے فکر و نظر کی وہ ساری خوبیاں پوری طرح نمایاں ہیں جو ہمیں رحمۃ للعالمین کے اندر دکھائی دیتی ہیں۔ وہی سوز و گداز، وہی جذبات کی لطافت، الفاظ کی شیرینی و سلاست، زبان و بیان کی مٹھاس، علم کی گہرائی، ذوقِ تحقیق اور مردِ مجاہد کا سا اذعان و ایقان ایک ایک سطر سے جھلکتا ہے۔ ان کی ہر تحقیق میں قدامت کا استناد ہے اور ہر تعبیر میں جدّت کی تازگی، یہ عجیب حکیمانہ امتزاج ہے اور اُن کی فضیلت کا طرّۂ امتیاز۔ ان کی یہ دو کتابیں پڑھ کر نہ صرف ذہن کو سکون میسّر آتا ہے بلکہ قلب کو بھی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب اگرچہ صرف سورۂ یوسف کی تفسیر ہے لیکن اس چھوٹے سے نگینہ کے اندر علّامہ موصوف نے معانی و حقائق کا پورا شہرستان دکھایا ہے اور اس میں اُن کے پیشِ نظر تفسیر کے وہ تمام بنیادی اصول رہے ہیں جو اہلِ علم کے نزدیک مسلّم ہیں۔ یعنی عربیت کی جامعیت، روایاتِ صحیحہ کا اہتمام، ادبیّین اور واضح قرائن کے مطابق مختلف نکات کی توضیح۔ یہ تفسیر ہر لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ البتہ ایک کمی ضرور محسوس ہوتی ہے جس کی طرف مولانا غلام رسول مہر نے بھی مقدمہ میں اشارہ کر دیا ہے کہ کتاب کے فاضل مصنف نے مصر کے متعلق یوں تو بیش قیمت معلومات جمع کی ہیں۔ مثلاً اُس کا محلِ وقوع، حدودِ اربعہ، مساحت، آبادی، اُس کے پہاڑ اور دریا وغیرہ لیکن مرحوم حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد کے مصر پر توجہ نہ فرما سکے۔ حالانکہ تفسیر کے سلسلے میں اس کی خاص ضرورت تھی۔

کتاب کا معیارِ طباعت عمدہ ہے۔

**عبقات** تالیف: حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ۔ مترجم: علّامہ سیّد مناظر احسن گیلانی۔ شائع کردہ: اللجنۃ العلمیہ، چنچل گوڑہ، حیدر آباد ۴۔ صفحات ۴۸۵۔ قیمت مجلد دس روپے ۵۰ نئے پیسے

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی یہ فاضلانہ تصنیف فلسفہ اور تصوّف سے بحث کرتی ہے۔ اب علّامہ گیلانیؒ کے قلم سے اس کا اُردو ترجمہ دنیا کے سامنے آیا ہے۔ اس ادق کتاب کو علّامہ موصوف جیسا فاضل شخص ہی اُردو کا جامہ پہنانے کی ہمّت کر سکتا ہے اور واقعی انہوں نے بڑی محنت سے اس فرض کو سر انجام دیا ہے لیکن کتاب چونکہ بڑی دقیق ہے اس لیے زبان کے اُردو ہونے کے باوجود بہت سے مسائل سمجھ میں نہیں آنے پاتے۔ کاش اس موضوع پر دسترس رکھنے والا کوئی بلند پایہ عالم اس کتاب پر تشریحی حاشیے لکھ کر اس کے مشکل مقامات کی وضاحت کرے۔ موجودہ صورت میں کتاب، خواص کے بھی نہیں صرف اخص خواص کے کام کی ہے۔

**فلسفہ دعا** تالیف: پروفیسر فضل احمد صاحب عارف ایم، اے۔ شائع کردہ: مکتبہ رشیدیہ منٹگمری

دعا درحقیقت انسان کا ایک ایسا فطری داعیہ ہے جس کے تحت وہ اپنے

خالق کے سامنے اپنی بے کسی اور بے بسی، اپنے عجز اور ضعف کا اظہار کرتا ہے۔ دعا کو انسانی فطرت سے کبھی بھی الگ نہیں کیا جا سکتا انسان جب تک انسان ہے اس وقت تک کسی بزرگ و برتر طاقت کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہے۔

اسلام نے انسان کے اسی فطری احساس کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہوئے اُسے دُعا کے صحیح آداب سکھائے ہیں اور اسے بتایا ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی ایک ایسی ہستی ہے جس کے سامنے انسان کو دستِ سوال دراز کرنا چاہیے۔ اُس ایک مالکِ حقیقی کے علاوہ کوئی دوسرا کارساز اور حاجت روا نہیں۔

پروفیسر فضل احمد صاحب نے اپنی اس فاضلانہ تصنیف میں دعا کی حکمت اور افادیت، اسلام کے تصوّرِ دُعا، قبولِ دعا کے طریق، قرآنی دُعاؤں کے خصائص پر نہایت سلجھے ہوئے انداز میں بحث فرمائی ہے۔ آخر میں قرآنی دعائیں بھی نقل کر دی ہیں۔

کتاب اپنے موضوع پر بڑی عمدہ اور قابلِ قدر ہے لیکن بعض پہلو ایسے ہیں جن کی مزید تشریح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مغرب کے بیشتر فلاسفہ نے دعا کی افادیت کو تو تسلیم کیا ہے لیکن ان کے اندر اُس "رواقی لاپروائی" کا رجحان بھی صاف نظر آتا ہے جس سے دعا کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ پھر دعا کو ایک نفسیاتی حربہ کہنا درحقیقت اُس ایقان کی نفی ہے جو ایک زندہ جاوید، اور قادرِ مطلق ہستی پر ایمان انسان کے اندر پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ فاضل مصنّف نے اس بحث کو تو اٹھایا ہے کہ کیا دعا ہمیشہ زیردستوں کا سہارا رہا ہے لیکن اس پر تسلی بخش بحث نہیں کی ہمیں امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں پروفیسر صاحب مغربی فلاسفہ کے ان غلط اقوال کی اچھی طرح نشاندہی کر دیں گے۔

اسی سلسلہ میں ہم پروفیسر صاحب کی خدمت میں یہ بھی گذارش کریں گے کہ کتاب میں انہوں نے جن مصنفین کی آراء درج کی ہیں ان کے ساتھ پورا پورا حوالہ درج کرنا چاہیے۔ اس سے کتاب کی افادیت میں انشاء اللہ بہت اضافہ ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ فاضل مصنّف ہماری ان گذارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔ کتاب کا معیارِ طباعت عمدہ ہے۔